تحقیق تعلیم انگریزی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام
علی رسولہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد ہمارے زمانے مین انگریزی تعلیم کی جواز و ناجواز کی نسبت اکثر گفتگو ہوتی ہے چونکہ طرفین کے دلائل ناکافی ہوتے ہین اس لیے بجائے قول فیصل نکلنے کے روز مرہ اختلاف ہی بڑھتا جاتا ہے اور کوئی قول محقق نہین ہوتا نظر برین مناسب معلوم ہوا کہ اس مین قول فیصل اپنی رائے کے موافق عرض کیا جائے امید ہے کہ منصف کے لیے کافی شافی ہوگا۔ اور متعصب کے لیئے تو کوئی تقریر کوئی تحریر کبھی کافی نہین ہوئی اور نہ ہونے کی امید۔ اب قبل شروع مقصود چند مقدمات بطور قواعد کلیہ کے تمہیداً عرض کیئے جاتے ہین کہ تفہیم مقصود مین آسانی ہو۔ و علیہ توکلت وبہ نستعین

مقدمۂ اولی کسی شئے کا قبیح ہونا دو طور پر ہوتا ہے ایک قباحت لعینہ دوسری قباحت لغیرہ قباحت لعینہ کے یہ معنی کہ اس شئے کی ذات مین قباحت اور برائی ہو کسی عارض اور خارج کی وجہ سے قباحت نہ آئی ہو۔ اس کی ذات مین قباحت

ہونے کا یہ اثر ہوگا کہ وہ شے کبھی کسی طرح مباح نہ ہو سکے گی جس طرح زنا سرقہ کہ ان کی ذات مین قباحت ہے کسی عارضی چیز کی وجہ سے قباحت نہین آئی یہانتک کہ یہ کبھی کسی طرح محل اباحت نہین ہو سکتے۔ قباحت لغیرہ کے یہ معنی کہ وہ شے اپنے نفس او کے اعتبار سے تو قبیح نہین ہے مگر اس مین کچھ خارجی عوارض ایسے لاحق ہو ہین جس سے وہ شے قابل اجازت نہ رہی جیسے اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت کرنا یہان بیع کے اندر فی نفسہ کچھ خرابی نہین بلکہ اس مین بعض عوارض ایسے لاحق ہو گئے ہین جسکی وجہ سے یہ بیع ناجائز ہو گئی وہ عارض یہ ہے کہ اذان سنتے ہی جمعہ کی نماز کے لیئے حاضر ہونا واجب ہے لقولہ تعالیٰ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ یعنی خدا کے ذکر کی طرف چلو اور اذان جمعہ کے بعد اگر خرید و فروخت کیجاویگی تو حاضری جمعہ مین تاخیر ہوگی۔ پس یہان بیع مین قباحت اس عارض کی وجہ سے لاحق ہو گئی اور بیع قبیح و ممنوع ٹھیری ورنہ خود بیع مین کچھ خرابی نہ تھی۔

مقدمہ ثانیہ جو امر مفاسد کا ذریعہ ہے اگرچہ وہ امر مباح ہو لیکن بسبب ذریعہ مفاسد بننے کے حرام ہو جاتا ہے فقہائے تصریح کی ہے کہ غدر کرنے والون کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنا حرام ہے اگرچہ یہ بیع خود فعل مباح تھا لیکن چونکہ مفاسد کا ذریعہ بنا اور اس سے ایک فساد لازم آگیا اس لیئے اب حرام ہو گیا۔

مقدمہ ثالثہ دین صرف چند اعمال ظاہری مثل نماز روزہ حج زکوٰۃ ہی کا نام نہین بلکہ سب سے بڑھکر جزء عقائد کا ہے جسپر قرار و مدار نجات کا ہے کہ بغیر اسکے نجات غیر ممکن ہے ایک

جز، اسکا اخلاق حمیدہ ہین کہ حسب تصریح محققین وہ بھی مثل نماز روزہ کے فرض ہے، وہ اخلاق یہ ہین صبر وشکر و اخلاص و تواضع و سخاوت وغیرہ۔ پس اگر کوئی صرف ان چند اعمال ظاہری کو برتے اور نہ اسکے عقائد ٹھیک ہون اور نہ اخلاق درست ہون وہ ہرگز پورا مسلمان نہین کہا جا سکتا۔

مقدمہ رابعہ جس دنیا کی مذمت قرآن مجید و احادیث صحیحہ مین موجود ہے اُسکا خلاصہ صرف دو چیزین ہین ایک حب مال دوسرے حب جاہ یعنی مال اور شان کا ایسا محبوب ہونا کہ اُسکے مقابلہ مین دین کے ضائع ہوجانیکا صدمہ نہو یعنی اگر کسی فعل یا قول سے دین مین کمال ہوتا ہو لیکن مال وجاہ کو نقصان پہنچتا ہو یا مال وجاہ کی ترقی ہو لیکن دین کا تنزل ہو تو وہان مال وجاہ کو ترجیح دے اور دین کی کچھ پروا نکرے۔ جن لوگون نے قرآن وحدیث کو نظر ربانی سے دیکھا ہے اُن کے نزدیک یہ مقدمہ اجلیٰ بدیہیات سے ہے۔

مقدمۂ خامسہ شریعت کے احکام کا دار و مدار حقیقت شے کا ہے نہ نام پر پس اگر کسی شے کا نام بدل دیا جائے تو جب تک اسکی حقیقت نہ بدلیگی حکم نہ بدلیگا مثلاً اگر کوئی شراب کو شربت یا زنا کو نکاح کہا کرے تو اسکا حکم نہ بدلیگا اور دونون کا حکم یعنی حرمت باقی رہیگی:

مقدمہ سادسہ کسی شے پر حکم لگانا باعتبار غالب اور اکثر کے ہے ایک آدھ فرد کا اس سے نکل جانا اس حکم کے مخالف نہ کہلائیگا مثلاً ایک مقدار خاص سنکھیا کی اکثر اوقات اکثر اشخاص کے اعتبار سے مہلک ہو سو فرضاً اگر کسی خاص وقت یا کسی خاص شخص کے اعتبار سے نوبت ہلاک نہ پہنچائے تب بھی اس مقدار پر اطباء مہلک ہی ہونیکا حکم لگاوینگے اور اس شاذ و نادر

صورت کو کالمعدوم وناقابل اعتبار سمجھیں گے چنانچہ اسی مقام سے للاکثر حکم الکل اور النادر کالمعدوم مثل مشہور ہو گئی ہے۔ اپنے محاورات میں بھی اگر ذرا غور کر کے دیکھا جاوے تو اسکی نظیریں بہت ملینگی مثلاً کسی قوم کو بہادر اور دلیر کہا جاتا ہے۔ اسکا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اُسکا ہر ہر فرد بہادر اور دلیر ہے اور کوئی شخص بھی اس قوم کا بزدل نہیں۔ بلکہ سب سمجھتے ہیں کہ یہ حکم اس قوم کے اکثر افراد کے اعتبار سے ہے۔

مقدمہ سابعہ کسی شے پر کسی خاص اثر کے ترتب کا حکم لگانیکے لیئے یہ ضرور نہیں کہ اُسکے اسباب بھی معلوم ہوں بلکہ مطلقاً حکم لگانیکے لیئے مشاہدہ اور تجربہ بالکل کافی دلیل ہے مثلاً مقناطیس پر یہ حکم لگانا کہ وہ لوہے کو کشش کرتا ہے اس حکم کی صحت تکرار مشاہدہ و تجربہ سے بالکل قطعی اور یقینی ہے اگرچہ کشش کرنیکی علت اور سبب ابتک یقینی طور پر کچھ معلوم نہیں ہوا۔ بلکہ تجربہ اور مشاہدہ پر اس قدر وثوق کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی ہمارے تجربہ کے خلاف دلیل قطعی سے ثابت کرے تو اپنے تجربہ اور مشاہدہ کے مقابل اسکی دلیل نہ مانی جاویگی اور کہا جاویگا کہ اس دلیل کی غلطی اگرچہ ہمکو معلوم نہیں ہوتی لیکن چونکہ مشاہدہ کے خلاف ہے اسلیئے ضرور غلط ہے مثلاً اگر کوئی شخص مقناطیس میں علم الجذب سے دلیل ثابت کر دے تاہم بمقابلہ مشاہدہ کے وہ دلیل بالکل ناقابل اعتبار ہوگی اور مجیب کو اُن دلیلوں کا جواب دینا ضرور نہوگا بلکہ اسکو صرف اسیقدر کہدینا کافی ہوگا کہ چونکہ یہ دلیلیں مشاہدہ کے خلاف ہیں اسلیئے غلط ہیں۔

مقدمہ ثامنہ۔ ہر شے قابل تحصیل دو قسم پر ہے ایک مقصود لذاتہ جسکو مطلق مقصود بھی

کہ سکتے ہیں۔ دوسرے مقصود لغیرہ جسکا نام ضروری بھی رکھا جاسکتا ہی مقصود لذاتہ
کے یہ معنی کہ وہ شئے خود مقصود ہے کسی دوسرے مقصود حاصل کرنیکے لیئے وسیلہ اور ذریعہ
نہیں ہی مقصود لغیرہ اُسکے برعکس ہے یعنی خود مقصود نہیں بلکہ ضرورت اور مجبوری کیوجہ سے
اسکو اختیار کیا گیا ہی اسلیئے کہ وہ مقصود کا ذریعہ ہی بغیر اسکے مقصود تک پہنچنا دشوار ہے
سو مقصود لذاتہ کی تحصیل میں بس نہیں آتی اور مقصود لغیرہ (ضروری) امین جب قدر ضرورت
حاصل ہو جائیگی آگے روک دیا جاتا ہے مثلاً غذا اور دوا کو لیجئے کہ غذا تو مقصود ہی اور دوا
ضروری بس غذا تو تمام عمر کا شغل ہی اور دوا چونکہ ضرورت سے ہی جب صحت رہیگا دوا روک دیا جاویگا۔
مقدمہ تاسعہ جس امر میں اہل الرائے اختلاف کریں حقیقت میں وہ اختلاف اُس امر
کے دلیل کے کسی مقدمہ میں ہوگا یہ نہیں ہوسکتا کہ دلیل تو طرفین کو مسلم ہو اور پھر نتیجہ اور
مدعی میں مخالفت رہے سو وہ مقدمہ جسمیں فی الحقیقۃ اختلاف ہی اگر مقدمہ شخصیہ ہی تو وہ
اختلاف قابل اعتبار نہیں اور اگر مقدمہ کلیہ ہی تو البتہ وہ اختلاف قابل اعتبار ہوگا مثلاً
ایک شخص زید ایک آدمی کا نام رکھکر کہتا ہے زید آدمی ہے اور جو آدمی ہے وہ لکھنے
کی قابلیت رکھتا ہی اسلیئے زید لکھنے کی قابلیت رکھتا ہی۔ دوسرا زید گدھے کا
نام رکھکر کہے۔ زید گدھا ہی اور کوئی گدھا لکھ نہیں سکتا اسلیئے زید بھی لکھ
نہیں سکتا بس اختلاف مقدمہ شخصیہ میں ہی کہ زید آیا واقع میں کسی آدمی کا نام
یا گدھے کا تو یہ اختلاف قابل اعتبار نہیں بلکہ ذرا سے غور کے بعد اختلاف اٹھ جاسکتا ہے
کہ اگر زید آدمی کا نام ہے تو پہلا قول صحیح ہے اور دوسرا یقیناً غلط اور اگر گدھے کا نام ہے

تو دوسرا قول صحیح ہے اور اول غلط ہے۔ ہان اگر جو آدمی ہے وہ لکھنے کی قابلیت رکھتا ہے اس مقدمہ کلیہ مین کوئی اختلاف کرے اور کہے کہ ہر آدمی نہین لکھ سکتا تو یہ اختلاف البتہ قابل اعتبار ہوگا فافہم حق الفہم۔

مقدمہ عاشرہ جو حکم کسی عارض کی وجہ سے کیا جاتا ہے اس حکم کا دار و مدار اسی عارض پر ہوتا ہے پس اگر زمانہ کے اختلاف یا ملک کے تبدیل سے وہ عارض جاتا رہے تو وہ حکم بھی جاتا رہیگا۔ جب یہ مقدمات عشرہ ممہد ہو چکے اب بعونہ تعالی مقصود کیطرف رجوع کیا جاتا ہے جاننا چاہیئے کہ انگریزی اپنی ذات مین ایک زبان ہے اور باعتبار کورس متعارفہ کے چند فنون و علوم کا نام ہے کسی زبان یا کسی فن علمی کا سیکھنا اپنی ذات مین ممنوع نہین کہا جاتا لیکن مفاسد اور قبائح ملجانے سے ممنوع لغیرہ ہو سکتا ہے (بحکم مقدمہ اولی) اور جب مفاسد اور قبائح مرتب ہونے لگین باوجود اپنے اباحت اصلیہ کے قابل ممانعت ہو جائیگا (بحکم مقدمہ ثانیہ) اب ان آثار کو ملاحظہ فرمایئے جو اسوقت انگریزی تعلیم مین پیدا ہوتے ہین نماز و روزہ مین کاہلی بلکہ اعراض عقائد دینیہ مین ضعف بلکہ تشویش و انکار تکبر نمایش تصنع و تقلید کفار دوسرون کو حقیر سمجھنا دینداروں کو نظر ذلت سے دیکھنا اور یہ سب دین کی بربادی ہے کیونکہ امور مذکورہ اجزاء دین ہین (بحکم مقدمہ ثالثہ) اور شب و روز دماغ مین ترقی مال اور حصول مناصب کی ہوس ہیکن ان کی تحصیل مین احکام شرعیہ کی ذرہ برابر بھی نظر ہین و قعت نرہنا اور اس مقدمہ مین بے باکی آجانا اور یہی دنیا ہے۔ جو اللہ اور رسول کے نزدیک مبغوض و ملعون ہے (بحکم مقدمہ رابعہ) گو اسوقت اس دنیائے ملعونہ کا نام ہوسنا کون نے

اولوالعزمی اور ترقی رکھا ہے مگر عنوان بدلنے سے معنون نہ بدلیگا نہ اُسکا حکم بدلیگا (بحکم
مقدمہ خامسہ) اور اگرچہ بعضے لوگون مین یہ آثار نہین پیدا ہوتے یا کم پیدا ہوتے ہین مگر
شاید فیصدی مشکل سے دس آدمی اس سے محفوظ ہون تو ہون پس اس تخلف کو قابل اعتبار نہین
سمجھا جاویگا (بحکم مقدمہ سادسہ) اور اُن آثار کی علت خواہ صحبت اہل الحاد کی ہو یا تعلیم
دین کا اہتمام نہونا قرار دیا جاوے خواہ خود بعض فنون کا خاصہ ہو جیسے سائنس وغیرہ یا
مصنفین کے خیالات کا عکس ہو جو بذریعہ تصنیفات کے مخفی طور پر ناظرین کے قلب پر پڑتا ہے
مگر جب بمشاہدہ ترتب آثار کا ثابت ہے اس بات کی تعیین نہونا باعث تردد فی الحکم نہین ہوسکتا بلکہ
اگر کوئی شخص دلائل سے اُن آثار کا لازمی نہونا بھی ثابت کرے تو مشاہدہ کو مکذب دلائل سمجھا
جاویگا (بحکم مقدمہ سابعہ) البتہ جو شخص دنیا کی ضرورت سے پڑھنا چاہے (بشرطیکہ وہ ضرورت
شرعاً بھی سمجھی جاوے اور اعلیٰ درجہ کے پاس اور ڈگریون کا حاصل کرنا اور اس سے اعلیٰ درجے
کے عہدون کا حاصل کرنا جسمین تا سر شریعت کی مخالفتین کرنی پڑتی ہین حد ضرورت
سے خارج ہے) یا کسی دینی ضرورت سے پڑھے مثلاً مخالفین کے اعتراضات کا جواب دینے
کیلیئے یا مخالفون کو اسلام کی دعوت کرنیکے لیئے (اور یہ تو عنقا ہے) تو بقدر رفع
ضرورت اجازت ہوگی اور اس سے آگے بندش (بحکم مقدمہ ثامنہ) اس تقریر سے صاحب
انصاف کے نزدیک انگریزی تعلیم کے قبح مین ذرا بھی شک نہ رہا ہوگا اگر کسی عالم مستند
کا قول یا فتوی اسکے خلاف مین پایا جاوے تو حقیقت مین یہ اختلاف ایک مقدمہ شخصیہ
مین ہے مقدمہ کلیہ مین نہین اس مقام پر ہمارے دعوی کی دلیل مین دو مقدمے ہین اول

یہ کہ انگریزی سے فلان فلان آثار قبیحہ پیدا ہوتے ہین اور مقدمہ شخصیہ ہے دوسرا مقدمہ یہ کہ جس چیز سے یہ آثار قبیحہ پیدا ہون وہ قبیح ہے یہ مقدمہ کلیہ ہی سو مقدمہ اولی کوئی مسئلہ شرعی نہین بلکہ ایک واقعہ کی تحقیق ہی جس مین اختلاف مشاہدہ و تجربہ سے اختلاف رائے ہو سکتا ہی اور مشاہدہ تجربہ سے ایک رائے کی غلطی کا معائنہ ہو سکتا ہان دوسرا مقدمہ مسئلہ شرعی ہی سو اسمین کسی نے اختلاف نہین کیا پس ایسا اختلاف ہمارے دعوے مذکورہ کو مضر نہین ہو سکتا (بحکم مقدمۂ تاسعہ) البتہ اگر کسی خاص طرز سے ان آثار قبیحہ کا انسداد ہو جاوے اور اس تعلیم کی مضرت اکثریہ کا دفعیہ ہو جاوے تو اسوقت اس سے حکم قبیح کا اٹھ جاویگا۔ گو حالت موجودہ سے تو اسکی امید بہت کم مگر قضیہ شرطیہ کے صدق مین کوئی کلام نہین (بحکم مقدمہ عاشرہ) ؛

ھذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ھذہ الباب واللہ تعالی اعلم بالصواب وعندہ ام الکتب نسئل اللہ تعالی حسن المآب ببرکۃ سید الرسل وھادی السبل والہ والاصحاب

کتبہ محمد اشرف علی تھانوی امدادی عفی عنہ

مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی سنہ ۱۳۲۱ ہجری مطابق سنہ ۱۹۰۳